شذرات

اسلام کے ظہور کے زمانے میں جن لوگوں کو اس کی دعوت دی جاتی تھی وہ مشرکانہ عقائد اور رسومات میں مبتلا تو ضرور تھے۔ لیکن خالق کائنات کا انکار وہ بھی نہیں کرتے تھے۔ قرآن حکیم میں مکہ اور عرب کے غیر مسلم معاشرے کے متعلق آیا ہے۔ (ترجمہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اس طرح وہ خالقیت کا تو اقرار کرتے تھے لیکن ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کی صفات کبھی کسی غیر اللہ کی شخصیت میں پائی جاتی ہیں اور پھر وہ ایسے غیر اللہ کی اس لئے عبادت کرتے تھے کہ ان کی عبادت کے ذریعہ خدا پاک کا قرب حاصل کریں قرآن حکیم نے اس کو شرک فی العبادہ قرار دیا ہے۔

موجودہ دور میں بھی ایسا ہی شرک نہ صرف غیر مسلموں میں پایا جاتا ہے بلکہ مسلمانوں میں بھی بیسیوں افراد ہیں جو شرک میں مبتلا ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی مشہور عالم تالیف حجۃ اللہ البالغہ میں شرک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

شرک کی حقیقت یہ ہے کہ کسی بڑے بزرگ آدمی کی نسبت یہ اعتقاد قائم کرلیا جائے کہ اس سے آثار عجیبہ اس لئے صادر ہو رہے ہیں کہ وہ ان صفات کاملہ سے متصف ہے جن سے دوسرے انسان متصف نہیں اور وہ صفات ایسی ہیں جو واجب تعالیٰ جل مجدہ کے ساتھ مخصوص ہیں غیر میں نہیں پائی جا سکتیں۔ ہاں غیر میں اس وقت پائی جا سکتی ہیں جب کہ واجب تعالیٰ اسے الوہیت کے لباس سے نوازے اور وہ ذات واجب میں فنا ہو کر اس کی ذات میں باقی ہو جائے۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے اعتقادات اور خرافات اپنے خیالات میں قائم کئے جاتے

ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مشرکین حج کا تلبیہ اس طرح پڑھا کرتے تھے :۔

لبیك لبیك لا شریك لك الا شریکا هو لك تملکه وما ملك۔

(ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ ہم تیرے حضور میں حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مگر ہاں وہ تیرا شریک ہے جس کا تو مالک ہے اور اس کی ملکیت کا بھی تو مالک ہے۔) اس قسم کے اعتقاد کی بنا پر لوگ ایسے آدمی کے سامنے انتہا درجہ کی عاجزی ظاہر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو بندے اپنے خدا کے ساتھ کرتے ہیں۔

اس معنی کی بہت سی صورتیں اور قالب ہیں اور شریعت انہی صورتوں اور قالبوں سے بحث کرتی ہے جن پر لوگ شرک کی نیت سے عمل کیا کرتے ہیں اور یہی صورتیں اور قالب درحقیقت شرک حقیقی کا مظنہ اور اس کے مشابہ بن کر رہ گئے اور عادتاً شرک ان صورتوں اور قالبوں کے لئے لازم ہوگیا اور جس طرح شریعت نے مصالح و مفاسد کے علل و اسباب کو اصل مصالح و مفاسد کا قائم مقام گردانا اس کے بعد شاہ صاحبؒ مواقع شبہات بتاتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ہم تمہیں یہاں ان امور سے آگاہ کردینا چاہتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ میں مظنہ شرک اور مواقع شبہات گردانا ہے اور مخلوق کو اس سے روکا ہے :۔

ان مواقع شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ بتوں اور ستاروں کے سامنے سجدہ کیا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر اللہ کے آگے سجدہ کرنے کی ممانعت اتری۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) نہ آفتاب کو سجدہ کرو نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

سجدہ میں شریک گردانا درحقیقت تدبیر عالم میں شریک گردانا ہے کیونکہ شرک فی السجدہ اور شرک فی اللہ پر دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں۔ اور یہ امر اس طرح نہیں ہے جس طرح کہ بعض متکلمین کا خیال ہے کہ توحید و عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اختلاف ادیان و ملل کی بنا پر مختلف ہوتا رہتا ہے اس کے لئے کسی دلیل برہانی کی یہاں ضرورت ہی نہیں۔

حق یہ ہے کہ مشرکین کو امور عظیم میں توحید و تخلیق اور توحید تدبیر کا کامل اعتراف تھا اور یہ بھی ان کے نزدیک مسلم تھا کہ عبادت ان دو صفات ہی کے ساتھ لازم ہے اور یہی وجہ

ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان امور و صفات ہی کی بنا پر مشرکین پر الزام قائم کیا ہے۔

شرک کے ان مواقع شبہات میں سے یہ بھی ہے کہ مشرکین اپنی احتیاجوں کو غیر اللہ کے سامنے پیش کرتے اور ان سے مدد چاہتے تھے وہ مریض کے لئے شفا چاہتے اور غنا کی درخواست کرتے اور اس بنا پر وہ منتیں مانتے اور اسی طرح اپنی مرادیں پوری ہونے کی امیدیں رکھتے تھے۔ خیر و برکت کی امید میں ان کے نام لیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر لازم کر دیا کہ وہ اپنی نمازوں میں ایاك نعبد وایاك نستعین (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) پڑھا کریں۔ دعا کے معنی عبادت کے نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے بلکہ دعا کے معنی استغاثہ اور طلب اعانت کے ہیں۔ اس معنی کے تائید میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

(ترجمہ) تم خدا ہی سے اپنی حاجت طلب کرو وہی تمہاری حاجت پوری کرے گا۔

آگے چل کر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں؛ اور انہی مواقع میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ اپنے احبار رہبان علماء، مشائخ، عباد اور زہاد کو اربابا من دون اللہ یعنی اپنے پروردگار اور حاکم بنائے ہوئے تھے۔ اس معنی میں کہ ان لوگوں نے یہ اعتقاد قائم کر لیا تھا کہ جو چیز انہوں نے حلال کی ہے وہ واقع میں حلال ہے اور جو چیز حرام کی ہے وہ نفس الامر میں حرام ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے شرک کے جن اقسام کا ذکر فرمایا ہے وہ اب بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں جب تک ان سے مسلمانوں کا معاشرہ پاک و صاف نہ ہوگا تب تک صحیح اسلامی معاشرہ کی بنیاد بے معنی ہے۔